

ختم نبوت اور خاتم النبیین کا قرآنی مفہوم

اور قادیانی تحریفات و تلبیسات

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو آخری نبی لکھتا ہے:

دوستو! اگر بالفرض خاتم النبیین کا یہ مرزائی مفہوم تسلیم کر لیا جائے کہ اب آپ ﷺ کی پیروی سے نبی بنا کریں گے تو ﴿النبيين﴾ جمع ہے جو کہ عربی میں دو یا اس سے زیادہ کے لئے آتی ہے، تو اب لازم تھا کہ امت محمدیہ میں کم از کم تین لوگ تو ایسے ہوں جو آپ ﷺ کی توجہ روحانی سے نبی بنیں، لیکن مسلمہ قادیان کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ اس سے پہلے تیرہ صدیوں میں کوئی ایسا نبی نہ تراشا گیا اور نہ اسکے بعد قیامت تک کسی اور کو نبوت بخشی جائے گی، جی ہاں مرزا قادیانی اپنے آپ کو آخری نبی، خدا کے نوروں میں سے آخری نور کہتا ہے، آئیے دیکھتے ہیں، ایک جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اپنی مشابہتیں گناتے ہوئے یوں لکھتا ہے ﴿چودھویں خصوصیت یسوع مسیح میں یہ تھی کہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں سے نہ تھا مگر بائیں ہمہ موسوی سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا جو موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں پیدا ہوا۔ ایسا ہی میں بھی خاندان قریش میں سے نہیں ہوں اور چودھویں صدی میں مبعوث ہوا ہوں اور سب سے آخر ہوں﴾ (تذکرۃ الشہادتین، رخ 20 صفحہ 35)۔ اسی کتاب میں یہ بیان کرتے ہوئے کہ کیا اللہ کا نبی قتل ہو سکتا ہے؟ لکھتا ہے ﴿دو قسم کے مرسل من اللہ قتل نہیں ہوا کرتے (1) ایک وہ نبی جو سلسلہ کے اول پر آتے ہیں جیسا کہ سلسلہ موسویہ میں حضرت موسیٰ اور سلسلہ محمدیہ میں ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت ﷺ (2) دوسرے وہ نبی اور مامور من اللہ جو سلسلہ کے آخر میں آتے ہیں جیسے سلسلہ موسویہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سلسلہ محمدیہ میں یہ عاجز﴾ (تذکرۃ الشہادتین، رخ 20 صفحہ 69 و 70)۔ یہ دونوں تحریریں محتاج تشریح نہیں ہیں، مرزا قادیانی اپنے آپ کو اسی طرح سلسلہ محمدیہ کا آخری نبی لکھ رہا ہے جیسے سلسلہ موسویہ (یعنی بنی اسرائیل) کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ اور پھر یہ بھی لکھا ﴿مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اسکے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے﴾ (کشتی نوح، رخ 19 صفحہ 61)۔

محترم قارئین! ہم نے شروع میں عرض کیا تھا کہ امت مسلمہ اور قادیانی مذہب کے درمیان اصل اختلاف یہ ہے کہ خاتم النبیین یعنی آخری نبی کون ہے؟ امت مسلمہ کے نزدیک قرآن و حدیث کی روشنی میں آخری نبی حضرت محمد ﷺ

ماہنامہ ”نقیب ختم نبوت“ ملتان

مطالعہ قادیانیت

ہیں، جبکہ قادیانی مذہب یہ کہتا ہے کہ آخری نبی مرزا غلام احمد قادیانی ہے، اسکے بعد وہ ظلی بروزی نبوت کو بھی جاری نہیں مانتے، آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے حوالے تو ملاحظہ فرمائے آئیے اب ایک ایسا حوالہ بھی پیش کرتا ہوں جس میں صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ مرزا کے بعد اب ظلی بروزی نبوت بھی بند ہے، لکھا ہے ﴿پس جس طرح خاتم الانبیاء میں تعدد جائز نہیں، اسی طرح خاتم نبوت ظلیہ میں بھی تعدد کسی طرح جائز نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ ایک ہی ہو، پس معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں جو شخص بھی نبی ہو وہ ضرور ہے کہ خاتم نبوت ظلیہ ہو، اور خاتم نبوت ظلیہ ضرور ہے کہ صرف ایک ہی ہو، ہاں ظل غیر اتم میں کثرت جائز ہے اغلال اپنی ظلیت کے مطابق نبوت سے حصہ پاسکتے ہیں جو جزوی نبوت ہے لیکن جزوی نبوت نبوت نہیں، پس ثابت ہوا کہ امت محمدیہ میں ایک سے زیادہ نبی کسی صورت نہیں آسکتے چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت میں سے صرف ایک نبی اللہ آنے کی خبر دی ہے جو مسیح موعود ہے (یعنی مرزائیوں کے مطابق مرزا غلام احمد۔ ناقل) اور اسکے سوا قطعاً نبی اللہ یا رسول اللہ نہیں رکھا اور نہ کسی نبی کے آنے کی خبر دی ہے بلکہ لا نبی بعدی فرما کر اوروں کی نفی کر دی اور کھول کر بیان فرمادیا کہ مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی۔ ناقل) کے سوا میرے بعد قطعاً کوئی نبی نہیں آئے گا﴾ (تشحیذ الاذهان۔ قادیان، مارچ 1914، صفحہ 31، زیر ادارت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود)۔

دوستو! یہ تحریر صاف اردو میں ہے اور کسی تفسیر یا تشریح کی محتاج نہیں صاف لکھا ہے کہ ظلی نبی بھی صرف ایک ہی ہو سکتا ہے کیونکہ نبی وہی ہوگا جو ظل کامل ہو، اور ظل کامل میں تعدد جائز نہیں (اور وہ انکے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی ہو چکا) لہذا جو ظلی بروزی جعلی نبوت کا جو ڈرامہ لکھا گیا اس کا ڈراپ سین 26 مئی 1908 کو ہو گیا۔

الغرض! قادیانیوں کے ساتھ ﴿اجراء نبوت یا امکان نبوت﴾ جیسے موضوعات پر بحث و مباحثہ کرنا صرف وقت کا ضیاع ہے کیونکہ وہ خود بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد امکان نبوت اور اجراء نبوت کے منکر ہیں اور خود مرزا قادیانی نے بھی اپنے آپ کو آخری نبی، سب سے آخر اور خدا کے نوروں میں سے آخری نور اور آخری راہ لکھ کر اپنے بعد ظلی بروزی جعلی نبوت کا دروازہ بھی بند کر دیا، بجائے اسکے قادیانیوں کے ساتھ اس پر بات ہو سکتی ہے کہ خاتم النبیین کون؟، اور حضرت محمد ﷺ کو قیامت تک کے لئے تمام دنیا کے لئے مبعوث کیا گیا یا آپ کی بعثت صرف چودہویں صدی ہجری تک تھی اور اسکے بعد کسی اور محمد نے آنا تھا (نعوذ باللہ)، اور کیا نبوت کی کوئی قسم ظلی بروزی غیر مستقل کسی نبوت بھی ہوتی ہے؟ اور کیا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک ظلی بروزی قسم کا کوئی نبی ہوا؟ قرآن وحدیث میں ایسی کسی نبوت کا ذکر ہے؟۔

چند مرزائی شبہات اور تلبیسات کا جواب

قرآن وحدیث کی واضح نصوص کے مقابلے میں مرزائی حضرات قرآن کریم کی چند آیات اور کچھ ضعیف وسقیم روایتیں نکال کر اور انہیں من مانا مفہوم پہنا کر ان سے اپنی خود ساختہ نبوت کے لئے سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے یہاں ان پر

ماہنامہ ”نقیب ختم نبوت“ ملتان

مطالعہ قادیا نیت

بھی ایک نظر ڈال لینا مناسب ہوگا۔

قرآنی آیات کے بارے میں ایک موٹی سی بات ہمیشہ پیش نظر رہے کہ اگر کبھی کوئی مرزائی قرآن کی کوئی آیت پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرے کہ نبوت جاری ہے، تو اس سے صرف یہ سوال کریں کہ کوئی نبوت جاری ہے؟ ہر قسم کی یا صرف ظلی بروزی نبوت؟ اسکی مزید وضاحت کر دیتا ہوں، مرزائی عقیدہ کے مطابق نبوت کی اقسام یہ ہیں، پہلے نبوت کی دو قسمیں ہیں مستقل حقیقی نبوت اور غیر مستقل غیر حقیقی نبوت، پھر مستقل نبوت کی دو قسمیں ہیں (1) نئی کتاب یا نئی شریعت والی مستقل نبوت (2) بغیر نئی شریعت یا بغیر نئی کتاب والی مستقل نبوت، اور تیسری قسم نبوت کی ہے جو غیر مستقل غیر حقیقی اور ظلی بروزی ناقص نبوت ہوتی ہے (یہ قسم مرزائی کارخانے میں تیار ہوئی ہے ورنہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد ﷺ تک اللہ کا ہر نبی مستقل اور حقیقی نبی ہوا ہے چاہے اسے نئی کتاب و شریعت دی گئی یا نہ دی گئی)، الغرض مرزائی عقیدے کے مطابق نبوت کی پہلی دونوں اقسام (مستقل اور حقیقی نئی شریعت والی اور مستقل حقیقی بغیر نئی شریعت والی نبوت) آنحضرت ﷺ کے بعد بند ہیں، اب کوئی بھی مستقل نبی نہیں آ سکتا نہ نئی شریعت والا اور نہ بغیر نئی شریعت والا، صرف تیسری قسم کی (مرزائی ایجاد کردہ) نبوت جاری ہے جسے ظلی بروزی غیر حقیقی غیر مستقل یا امتی نبوت کہا جاتا ہے۔ (یہ بات اور نبوت کی یہ تین اقسام مرزا قادیانی کے بیٹے اور انکے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی کتاب القبول الفصل میں بیان کی ہیں، ملاحظہ فرمائیں اسکا مجموعہ کتب انوار العلوم جلد 2 صفحہ 276 و 277 اور مرزا کے دوسرے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے بھی کلمۃ الفصل صفحہ 112 پر یہ تفصیل لکھی ہے)۔

یوں واضح ہوا کہ مرزائی دعویٰ مطلق نبوت کے جاری ہونے کا نہیں بلکہ صرف ظلی بروزی غیر حقیقی غیر مستقل نبوت کے جاری ہونے کا ہے، یعنی انکا دعویٰ خاص ہے عام نہیں، لہذا اگر کوئی مرزائی آپ کے سامنے قرآن کی کوئی آیت پیش کرے جسکے اندر لفظ انبیاء یا رسل ہو اور اپنا من گھڑت مفہوم بیان کر کے اس سے اجراء نبوت و رسالت ثابت کرنے کی کوشش کرے تو آپ کا اس سے یہ مطالبہ ہونا چاہیے کہ آیت وہ پیش کرو جس میں صرف ظلی بروزی غیر مستقل نبوت کا ذکر ہو نہ کہ مطلق نبوت یا مطلب نبیوں یا رسولوں کا، یعنی خاص دعویٰ پر خاص دلیل پیش کرو، کیونکہ مطلق نبوت و رسالت کے اجراء کے تم بھی قائل نہیں۔ ہمارا تجربہ ہے کہ مرزائی دھوکے باز یہیں لا جواب ہو جائے گا۔ (واضح رہے کہ علماء امت نے مرزائیوں کی طرف سے اجراء نبوت پر پیش کردہ آیات قرآنیہ کے مفصل اور تحقیقی جوابات بھی دیے ہیں جنکے اندر مرزائی دجل و فریب کا قلع قمع کیا ہے جو اکابرین کی کتب میں موجود ہیں جزاھم اللہ احسن الجزاء عنا وعن جمیع المسلمین)۔

اسی طرح مرزائی حضرات کتب حدیث و تفسیر سے چند روایات بھی پیش کرتے ہیں، ہم یہاں ان روایات میں

ماہنامہ ”نقیب ختم نبوت“ ملتان

مطالعہ قادیانیت

سے صرف دو روایات پر مختصر بات کریں گے کیونکہ یہ دو روایات انکی معرکہ الأراء دلیل شمار ہوتی ہیں۔

پہلی روایت:

سنن ابن ماجہ میں ایک روایت ہے ﴿حدَّثَنَا عَبْدُ الْقَدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ شَيْبٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ عَثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عَتَبَةَ عَنْ مَقْسَمٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا مَاتَ اِبْرَاهِيمُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: إِنَّ لَهُ مَرْضِعَةً فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صَدِيقًا نَبِيًّا..... إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کے بیٹے ابراہیم فوت ہوئے تو آپ ﷺ نے انکی نماز جنازہ ادا فرمائی اور فرمایا: انکے لئے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے اور اگر یہ زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے۔

مرزائی مربی حضرات کی طرف سے اکثر یہ روایت پیش کی جاتی ہے اور دعویٰ کیا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (اگر یہ زندہ رہتے تو ضرور نبی ہوتے) لہذا ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت جاری ہے۔

سب سے پہلی بات، اس حدیث میں حرف ﴿لَوْ﴾ کے ساتھ کلام فرمایا گیا ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ نے قرآن میں فرمایا ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا﴾ اگر زمین و آسمان میں بہت سے الہ ہوتے تو یہ دونوں درہم برہم ہو جاتے (الانبیاء: آیت 22) اب اس آیت سے کوئی احمق یہ ثابت کرنے کی کوشش کرے کہ اللہ کے علاوہ اور الہ بھی ہو سکتے ہیں تو اسکے بارے میں ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت سند کے اعتبار سے بھی نہایت کمزور ہے، اس روایت میں ایک راوی ہے جسکا نام ہے (ابراہیم بن عثمان)، آئیے مختصر طور پر دیکھتے ہیں اس راوی کے بارے میں ائمہ حدیث کیا کہتے ہیں؟۔

ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ العسبی

امام احمد بن حنبل، امام ترمذی بن معین اور امام ابوداؤد نے فرمایا: یہ ضعیف ہے، امام ترمذی بن معین نے یہ بھی فرمایا: یہ ثقہ نہیں ہے، امام ترمذی نے فرمایا: یہ منکر الحدیث ہے، امام نسائی اور امام دولابی نے فرمایا: اسکی حدیث ترک کر دی گئی ہے (متروک الحدیث ہے)، امام ابوحاتم نے فرمایا: یہ ضعیف الحدیث ہے اور اسکی حدیث ترک کر دی گئی ہے امام جوزجانی نے فرمایا: اسکی حدیث ساقط ہے، امام صالح نے فرمایا: یہ ضعیف ہے، اسکی حدیث نہ لکھی جائے امام ابویلی نیشاپوری نے فرمایا: یہ راوی قوی نہیں ہے، امام احوض غلابی نے فرمایا: جن ضعیف راویوں نے شعبہ سے روایت کی ان میں ابراہیم بن عثمان بھی ہے، معاذ عنبری کہتے ہیں کہ میں امام شعبہ کو خط لکھا اور پوچھا کہ کیا میں ابوشیبہ (ابراہیم بن عثمان) سے حدیث روایت کر لوں؟ تو امام شعبہ جواب دیا: اس کی روایت بیان نہ کرو وہ برا آدمی ہے (مذموم آدمی ہے)، امام ابن سعد نے فرمایا: وہ حدیث میں ضعیف تھا، امام دارقطنی نے فرمایا: وہ ضعیف ہے، امام ابن مبارک نے فرمایا: اسے پھینک دو (یعنی اسکی کوئی حیثیت نہیں)

ماہنامہ ”نقیب ختم نبوت“ ملتان

مطالعہ قادیانیت

(تہذیب التہذیب: جلد 1 صفحہ 76، 77 مؤسسة الرسالة بیروت، لبنان)

اور مرزائی اصول حدیث کے مطابق جس راوی پر کوئی ایک امام بھی کسی قسم کی جرح کر دے اسکی حدیث صحیح نہیں ہوتی اور یہاں تو ائمہ جرح و تعدیل کی ایک لمبی لسٹ ہے۔ اگر مرزائی مریبوں کا یہ اصول نہیں ہے تو وہ صاف طور پر میری بات کا انکار کریں۔

مشہور محدث اور قادیانیوں کے نزدیک بھی اپنے زمانے کے مجدد، صحیح مسلم کے شارح امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ﴿فساطل وجسارۃ علی الکلام فی المغیبات ومجازفة وهجوم علی عظیم من الزلات﴾ یہ (روایت) باطل ہے، غیب کی باتوں پر جسارت ہے اور ایک بے ٹکی بات ہے۔ (تہذیب الاسماء واللغات، جلد 1 صفحہ 103، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان)۔

ایک صحیح روایت

اسی سنن ابن ماجہ میں اس ابراہیم بن عثمان والی روایت سے پہلے ایک اور روایت بھی ہے جو کہ صحیح ترین روایت ہے اور صحیح بخاری میں بھی ہے، آئیے وہ روایت بھی دیکھتے ہیں: ﴿اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں صحابی رسول حضرت عبداللہ بن ابی اونی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم کو دیکھا ہے؟ تو عبداللہ بن ابی اونی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ چھوٹی عمر میں ہی انتقال فرما گئے تھے، اور اگر حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبی بننا ہوتا تو آپ کے بعد ابراہیم زندہ رہتے، لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔﴾ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 6194، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 1510)

اب اگر مرزائی مریبوں میں دیانت نام کی کوئی چیز ہوتی تو وہ ایک ضعیف اور متروک الحدیث راوی کی روایت کے مقابلے میں صحیح بخاری کی یہ روایت لیتے اور ابراہیم بن عثمان کی روایت کو نہ لیتے۔ اب ملاحظہ فرمائیں کہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن ابی اونی رضی اللہ عنہ یہ کیوں فرماتے ہیں کہ اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی بننا ہوتا تو آپ کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ رہتے۔ گویا حضرت کے صاحبزادہ کا انتقال ہی اس لئے ہوا کہ آپ کے بعد کسی کو نبی نہیں بننا تھا۔

ایک مرزائی عذر:

ابراہیم بن عثمان کی روایت کو شہاب بیضاوی اور ملا علی قاری نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ (مرزائی پا کٹ بک)۔

جواب: مرزائی مربی حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب (الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة) جو کہ (موضوعات کبیر) کے نام سے مشہور ہے کا حوالہ بھی دیتے ہیں، لیکن یہ نہیں بتاتے کہ وہیں ملا علی قاری نے یہ بھی لکھا

ماہنامہ ”نقیب ختم نبوت“ ملتان

مطالعہ قادیانیت

ہے ﴿الا ان فی سندہ اباشیۃ ابراہیم بن عثمان الواسطی وهو ضعیف﴾ اسکی سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان ہے جو کہ ضعیف ہے، علاوہ ازیں شہاب بیضاوی اور ملا علی قاری کی بات امام نووی، حافظ ابن حجر عسقلانی، امام ابوحاتم، امام شعبہ، امام دارقطنی، امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن مبارک وغیرہم ائمہ حدیث اور ائمہ جرح و تعدیل کے مقابلے میں ترجیح نہیں رکھتی۔

دوسری روایت:

مرزائیوں کی طرف سے اپنے باطل دعوے کو ثابت کرنے کے لئے زور و شور کے ساتھ جو دوسری روایت پیش کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ﴿قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ﴾ صرف یہ کہو کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں لیکن یہ مت کہو کہ انکے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ روایت تفسیر درمنثور اور شیخ طاہر پٹنی کی مجمع بحاری الانوار کے حوالے سے پیش کی جاتی ہے لیکن، ان دونوں کتابوں میں اسکی کوئی سند مذکور نہیں، ہاں صاحب درمنثور نے مصنف ابن ابی شیبہ کا حوالہ دیا ہے، اور مصنف ابن ابی شیبہ کے مختلف نسخوں میں اس روایت کی سند میں اختلاف ہے، اس کتاب کے پرانے نسخوں میں (جیسے 1981 میں بمبئی انڈیا سے طبع ہونے والا نسخہ اور 1989 میں دار التاج بیروت، لبنان سے چھپنے والا نسخہ) انکے اندر اس روایت کی سند یوں لکھی ہے ﴿حدثنا حسین بن محمد قال حدثنا جریور بن حازم عن عائشہ﴾ یعنی جریور بن حازم بلا واسطہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کر رہے ہیں، اور جریور بن حازم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ پایا ہی نہیں کیونکہ یہ خود تقریباً سنہ 90 ہجری میں پیدا ہوئے (بحوالہ تہذیب التہذیب: جلد 1 صفحہ 295) اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات تقریباً 58 ہجری میں ہو چکی تھی، اس طرح جریور بن حازم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا تو مصنف ابن ابی شیبہ کے پرانے نسخوں کے مطابق یہ روایت منقطع ہے۔ لیکن مصنف ابن ابی شیبہ کے بعد میں طبع ہونے والے نسخوں میں اس روایت کی سند یوں ہے ﴿حدثنا جریور بن حازم عن محمد عن عائشہ﴾ یعنی جریور بن حازم اور حضرت عائشہ کے درمیان ایک مزید راوی ﴿محمد﴾ کا ذکر ہے اور اس سے مراد مشہور تابعی امام محمد بن سیرین ہیں (جیسے مصنف ابن ابی شیبہ، طبع دار الفاروق، قاہرہ، مصر، طبع 2008 وغیرہ) لیکن اس سند میں بھی علت یہ ہے کہ محمد بن سیرین کا سماع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں، چنانچہ مشہور امام جرح و تعدیل ابن ابی حاتم (م 327ھ) اپنے والد امام ابوحاتم کا قول نقل کرتے ہیں کہ ﴿ابن سیرین لم یسمع من عائشہ شیئاً﴾ ابن سیرین نے حضرت عائشہ سے کچھ بھی نہیں سنا۔ (کتاب المراسیل لابن ابی حاتم، صفحہ 188، مؤسسۃ الرسالۃ) یہی بات حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل

ماہنامہ ”نقیب ختم نبوت“ ملتان

مطالعہ قادیانیت

فرمائی ہے (تہذیب التہذیب: جلد 3 صفحہ 587) اس طرح یہ روایت بھی ﴿مرسل﴾ ٹھہری۔ اور یہ بات تو تسلیم شدہ ہے کہ یہ موقوف روایت ہے، یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا قول ہے، نبی کریم ﷺ کا فرمان نہیں، جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع روایت پہلے احادیث میں بیان ہوئی جس میں آپ نے نبی کریم ﷺ کی بات نقل فرمائی کہ ﴿لا یبقی بعدی من النبوة شیء الا المبشرات﴾، قالوا یارسول اللہ وما المبشرات؟ قال الرؤیا الصالحة یراها الرجل أو تری لہ ﴿ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میرے بعد مبشرات (خوشخبریوں) کے علاوہ نبوت میں سے کچھ بھی باقی نہیں، صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول مبشرات کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نیک خواب جو آدمی دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔ (مسند احمد: حدیث نمبر 24977 طبع مؤسسۃ الرسالۃ)، اسی طرح خود نبی کریم ﷺ کی مرفوع متصل صحیح احادیث مختلف کتب حدیث میں موجود ہیں جبکہ اندر آپ ﷺ نے فرمایا ﴿لا نبی بعدی﴾ میرے بعد کوئی نبی نہیں (یہ الفاظ آپ ﷺ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے صحیح بخاری حدیث نمبر 3455، صحیح مسلم حدیث نمبر 1842 میں، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے صحیح مسلم حدیث نمبر 2404 میں، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے سنن ترمذی حدیث نمبر 2219، سنن ابی داود حدیث نمبر 4252، مستدرک حاکم حدیث نمبر 8390 میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیے ہیں)۔ اب خود نبی کریم ﷺ کے واضح اور صریح الفاظ کے بعد کسی صحابی کی طرف منسوب کسی منقطع یا مرسل روایت کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے جو فرمان نبوت کے ساتھ ٹکراتی ہو؟ ایک طرف تو مرزائیوں کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی بے شمار متواتر صحیح احادیث ناقابل التفات ہیں، اور دوسری طرف ایک ایسی موقوف روایت جس کا علم حدیث کی رو سے کچھ بھی اعتبار نہیں ایسی قطعی اور یقینی ہے کہ اسے ختم نبوت جیسے متواتر قطعی اور اجماعی عقیدے کو توڑنے کے لئے پیش کیا جاتا ہے، لیکن یہ بات ان لوگوں سے کہی جائے جو کسی علمی یا عقلی قاعدے کے پابند ہوں، اور جہاں علم و عقل پر مبنی ہر بات کا جواب سوائے خود ساختہ الہام کے اور کچھ نہ ہو وہاں دلائل و براہین کا کتنا انبار لگا دیجئے اس کا جواب مرزا قادیانی کے الفاظ میں یہی ملے گا کہ ﴿خدا نے مجھے اطلاع دے دی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں اور یا سرے سے موضوع ہیں اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرے میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے﴾ (ضمیمہ تحفہ گوڑویہ، رخ 17 صفحہ 51 حاشیہ)۔

پھر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب اس موقوف روایت میں جو بات بیان کی گئی ہے اس کا مرزائی عقیدے سے دور دور کوئی واسطہ نہیں بلکہ یہ روایت تو نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے میں مرزائی نظریہ کی صریح

ماہنامہ ”نقیب ختم نبوت“ ملتان

مطالعہ قادیانیت

تردید کر رہی ہے، اسکا مقصد (بفرض صحت روایت) صرف اتنا ہے کہ لانی بعدی کا مطلب اگر کوئی یہ سمجھے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی پرانا نبی بھی دنیا میں نہیں آ سکتا تو ایک ناواقف آدمی اسے مسیح علیہ السلام کے نزول ثانی کے عقیدے کے خلاف سمجھ سکتا ہے (اگرچہ لانی بعدی کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا، آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی، آپ کے بعد کوئی نیا نام انبیاء فہرست انبیاء میں داخل نہیں ہو سکتا، جسکی تشریح لا نبوة بعدی اور ان الرسالة والنبوة قد انقطعت جیسی احادیث سے پہلے گزر چکی)، تو اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ فرمانا چاہتی ہیں کہ جو مقصد خاتم النبیین کہنے سے مکمل طور پر حاصل ہو سکتا ہے اسکے لئے ایسے الفاظ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو ناواقفوں کے لئے کسی غلط فہمی کا سبب بن سکتے ہوں، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب اس قول کی یہ تشریح خود درمنثور ہی میں اس سے متصل اگلی روایت میں موجود ہے، جو یہ ہے ﴿واخرج ابن ابی شیبۃ عن الشعبي قال رجل عند المغيرة بن شعبة: صلى الله على محمد خاتم الانبياء لا نبی بعده، فقال المغيرة: حسبك اذا قلت خاتم الانبياء فانا كنا نتحدث أن عيسى خارج فان هو خرج فقد كان قبله وبعده﴾ حضرت شعبي (جو ایک جلیل القدر تابعی ہیں) فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ جناب محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائے جو خاتم الانبیاء ہیں اور جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی تھا، کیونکہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے والے ہیں، جب وہ نازل ہوں گے تو آپ سے پہلے بھی آئے اور آپ کے بعد بھی آئیں گے۔ (السدر المستنور فی التفسیر بالمأثور، جلد 12 صفحہ 64 طبع مرکز ہجر، مصر)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب قول کی یہ تشریح امام ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبة رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی فرمائی ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی یہ بات نزول عیسیٰ علیہ السلام کے تناظر میں فرمائی گئی ہے (تساویل مختلف الحديث، صفحہ 272، طبع المكتب الاسلامی بیروت، لبنان)۔ اور یہی بات علامہ طاہر یثربی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھی ہے (تکملہ مجمع بحار الانوار، صفحہ 85)۔ لہذا حضرت عائشہ اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہما کی یہ روایت اگر بالفرض سنداً ثابت بھی ہو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کے مطابق ہے کہ جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ ﴿حدّثوا الناس بما يعرفون﴾ لوگوں سے وہ باتیں بیان کرو جن کو وہ سمجھ سکیں۔ (صحیح البخاری، روایت نمبر 127)۔

